مکالمہ شیعہ و احمدی

شیعہ :- جس دن ابوبکر خلیفہ بنا۔ اُسی جناب علی علیہ السلام سے بیعت کرنے کا مزید ثبوت درکار ہے۔ آپ نے جو اس سے پہلے اس خاص امر میں حوالہ لکھا ہو وہ مجمل ہے۔

احمدی ۔ اگر سابقہ حوالہ بقول آپ کے مجمل اور تسلی بخش نہیں ہو تو لیجئے دیگر معتبر تاریخوں سے عرض کر دیتا ہوں :- حدّثنا عبید اللہ بن سعید قال اخبرنی سیف من عبد العزیز بن سیاہ عن جیب بن ابی ثابت قال کان علیؓ فی بیتہ اذاتی فقیل لہ قد جلس ابوبکر تبیعتہ فخرج قمیصہ ما علیہ ازار ولا رداء عجلاً کراھیتہً ان یبطی عنھا حتی بایعہٗ ثم جلس الیہ وبعث الی ثوبہ فاتاہ فتجلّلہ ولزم مجلسہ ۔ طبری عربی جلد ۳ واقعات ۱۱ھ صفحہ ۲۰۱ ۔ یعنے جناب علی علیہ السلام اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی نے آکر اطلاع دی کہ ابوبکر بیعت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت آپ صرف قمیص پہنے ہوئے تھے اور کمر میں نہ بند تھا نہ اُوپر چادر تھی۔ پس آپ جلدی سے دوڑے گئے ۔ وجہ یہ کہ آپ کو ناگوار ہوا کہ بیعت خلیفہ میں ذرا ظہور توقف ہو جائے ۔ پھر وہاں بیٹھ گئے اور گھر سے کپڑے منگا کر زیب تن فرمائے ۔ اور ابوبکر کی مجلس میں رونق افروز رہے ۔ یہاں یاد رہے کہ عربوں کی قمیص ہمارے ملک کی طرح چھوٹی نہیں ہوتی بلکہ خاصی لمبی ہوتی ہے پاؤں تک ۔

قیل ان عمرو بن حریث قال لسعید بن زید متی بویع ابوبکر قال یوم مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرھوا ان یبقوا لبعض یوم ولیسو فی جماعۃ ۔ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ یعنے مروی ہے کہ عمرو بن حریث نے سعید بن زید سے پوچھا کہ کب ابوبکر کے لئے بیعت لی گئی اُس نے کہا جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ۔ اصحاب کو ناگوار تھا کہ ایک دن کا کچھ حصہ بھی اُن پر گذر جائے ۔ اور وہ ایک خلیفہ کے ماتحت جماعۃ المسلمین میں داخل ہو جائیں ۔

یہ تو ہوا اطلاعاً بیعت کا ثبوت ۔ جن روایات سے کرہاً بیعت کا پتہ لگتا ہے ۔ وہ بھی ہمارے

دعوے کی موئید ہیں یعنی اُن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے اُسی دن بیعت فرمائی تھی۔ خواہ مجبوری سے۔ چنانچہ تاریخ طبری میں ہی روایت عبدالرحمن حمیری پہلے مذکور ہے کہ انصار جب سقیفہ میں خلافت کے ارادہ سے جمع ہوئے۔ تو ابوبکر اس وقت خطبہ پڑھ رہے تھے جس سے وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام ثابت و متحقق ہو کہ کسی نے آکر اس کی اطلاع دی۔ پھر ابوبکر و عمر سقیفہ میں گئے اور انصار پر حجت غالب آکر سعد بن عبادہ کو خاموش کر دیا۔ اور سب حاضرین نے بیعت کر لی۔ اس بیعت کے بعد لکھا ہے کہ جناب علی علیہ السلام اور زبیر نے مخالفت کی اور تلوار سونت لی مگر تلوار کو پتھر پر مار دیا گیا۔ اسکے آگے لکھا ہے۔ فانطلق الیہم عمر فجاء بہما تعبا و قال لتبایعان وانتما طائعان او لتبایعان وانتما کارھان فبایعا۔ طبری جلد۳ ص۱۹۹

یعنی عمر ان کے پاس گئے مارے غصے کے اور کہا تم دونوں بیعت رضامندی سے کرو گے یا جبراً۔ پس علی اور زبیر رضی اللہ عنہما دونوں نے بیعت کر لی۔

لیجئے ایک اور روایت:۔

یعقوب بن ابراہیم سے ہے کہ اُن سے دریافت کیا گیا۔ فمتی بویع ابوبکر قال یوم مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرھوا ان یبقوا بعض یوم ولیسوا فی جماعۃ قال فخالف علیہ احد قال لا الا مرتد او من کاد ان یرتد لولا ان اللہ عزوجل ینقذھم من الانصار قال فھل قعد احد من المہاجرین قال لا تتابع المہاجرون علی بیعتہ من غیر ان یدعوھم

طبری جلد۳ ص۲۰۱

یعنی کب بیعت لی گئی ابوبکر کے لئے۔ کہا کہ جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے۔ انہوں نے نہ چاہا کہ ایک آدھ دن بھی بغیر بیعت ایک خلیفہ گذرے۔ راوی نے پوچھا کہ کیا کسی نے اسکی مخالفت بھی کی کہا کہ نہیں مگر کوئی مرتد نے یا جس کا دل ارتداد پر مائل تھا۔ شاید نہ کی ہو۔ خدا نے فضل کیا کہ انصار نے بیعت کر لی۔ پھر راوی نے پوچھا کہ کیا مہاجرین سے بھی کسی نے توقف کیا تو اس نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ انھوں نے تو بلا طلب کرنے کے بیعت کر لی۔

شیعہ:۔ جناب علی علیہ السلام کے بیعت کرنے کی وجہ ہمارے علماء تقیہ قرار دیتے ہیں

احمدی:۔ تقیہ کی آڑ میں رُوپوش ہونا اب شیوہ مردانگی نہیں ہے۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جناب علی علیہ السلام کی طرف تقیہ کو منسوب کرنا قطع نظر انکی کسرِ شان کے بالکل خلاف واقعہ بھی ہے۔ اگر کوئی کمزور بدن اور ضعیف القویٰ صحابی تقیہ کرے تو قابل اتہام نہیں۔ اگر کوئی ایرانی یا پنجابی و ہندوستانی شیعہ دیس پردیس میں کہیں تقیہ کرلے تو قابل مواخذہ نہیں لیکن جناب علی علیہ السلام جو امیر المؤمنین اور خلیفہ رسُول اور اسد اللہ اور غالب کل غالب ہیں۔ اُن پر تقیہ کی خلعت بالکل بھدی اور ناہموار و غیر موزون ہے۔ دیکھو واقعات معروضہ ذیل کو:۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ دو ہزار حُلّہ پر صُلح فرمائی تھی۔ ان حلّوں کی وصولیابی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام کو یمن میں بھیجا تھا۔ جناب علی علیہ السلام نے حلّوں کو عیسائیوں سے لے کر تقسیم فرمایا۔ جس طرح کہ مناسب خیال کیا۔ اسپر جو لوگ آپ کے ہمراہ تھے۔ معترض ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر بھی اُنہوں نے جناب علی علیہ السلام کی شکایت کی۔ اور نا ملائم الفاظ سے یاد کیا اسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کہ سخت غضبناک ہوئے۔ اور منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنا شروع کیا اور فرمایا:۔ ارفعوا السنتکم من علیؓ فانہ خشن فی ذات اللہ غیر مداھن فی دینہ۔ دیکھو مجالس المؤمنین صفحہ ۲۔ یعنی علی علیہ السلام کے حق میں زبانوں کو تھامے رکھو وہ اطاعت الٰہی میں نہایت سخت ہے۔ اور دین کے معاملہ میں کبھی مداہنہ کرنیوالا نہیں یاد رہے تقیہ اور مداہنہ کے ایک ہی معنی ہیں۔ اس ارشاد نبوی سے جناب علی علیہ السلام کی ذاتی غیرت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ خواہ آپ کے پاس سامان حرب ہو یا نہ ہو یا کوئی آپ کا مددگار و ناصر ہو یا نہ ہو ؎

(۲) دشمنوں کے مقابلہ کے لئے جو آپ کو خدا نے اسباب مہیا فرما دیئے تھے۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں، جن کو ملا عبدالرزاق لاہجی شیعہ محقق نے گوہر مراد میں بیان فرمایا ہے:۔ در ذیل خصائص ائمہ معصومین بدانکہ آنچہ ثابت است بدلیل و برہان از شرائط امام عصمت است و علم باحکام کتاب و سنت است و تدبیر رعایا و امر سیاست و آنچہ متعلق باشد باین جملہ۔

و افضلیت در امور مذکورہ ولیکن ثابت شد نزد امامیہ بطریق اخبار از ائمہ طاہرین علیہم اجمعین زائد بر امور مذکورہ خصائص چند کہ علامات و صفات و خواص امام ست از علم بجمیع علوم و جمع ما یحتاج الیہ الناس۔ اگرچہ در غیر امور دینیہ باشد × × × × × و نیز عالم باشد باسم اعظم و وارد شدہ از ابی جعفرؑ اسم اعظم ہفتاد و سہ حرف است کہ یک حرف ازاں بآصف سلیمانؑ عطا شدہ بود و باں قادر شدہ بود بر آیتان سریر بلقیسؑ و عندنا اثنان و سبعون حرفاً و حرف عند اللہ استاثر بہ فی علم الغیب عندہٗ و از ابی عبد اللہ مروی است کہ بہ عیسیٰ ابن مریمؑ دو حرف ازاں دادہ شدہ کہ باآں کرہا چہ میکرد و بہ موسیٰؑ چہار حرف ازاں دادہ شدہ و بابراہیمؑ ہشت حرف و بہ نوحؑ پانزدہ حرف و بہ آدمؑ بست و پنج حرف و جمع کرد خدائے تعالیٰ۔ برائے محمدؐ ہفتاد و دو حرف و محبوب گردانید از و حرف واحد و از جملہ عصائے موسیٰؑ است۔ × × × × × × و خاتم سلیماں و از جملہ سلاح و درع رسول اللہ است × × × × و از جملہ آنکہ ائمہ متولد شوند کامل العقل و العلم و ختنہ کردہ از جملہ آنکہ دانند کہ در چہ وقت خواہند مُرد۔ و انہم لا یموتون الا باختیار منہم علیہم السلام الی غیر ذلک ما ہو مذکور فی کتب احادیثنا المرویۃ عنہم السلام۔ دیکھو گوہر مراد مطبوعہ ایران ۱۲۷۱ھ۔ فصل دوازدہم۔ در ذکر بعض از خصائص ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

ملا باقر مجلسی حیات القلوب میں لکھتے ہیں:۔ ” و بعد ازیں خواہد آمد احادیث بسیار کہ پیراہن یوسف کہ حق تعالیٰ برائے ابراہیم فرستاد۔ وقتیکہ اورا باتش انداختند و عصا و سنگ موسیٰ و انگشتر سلیمان و طشت قربان و تابوت سکینہ و غیر اینہا از آثار پیغمبران بآنحضرت رسید۔ و از آنحضرتؐ بائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم منتقل گردید۔

(حیات القلوب جلد ۲ باب ۱۴)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو خصوصیات ائمہ کرام علیہم السلام کو حاصل ہیں۔ انہیں سے جو ثابت ہیں دلیل اور برہان سے اول عصمت امام ہے اور کتاب و سنت کے احکام سے عالم ہونا اور رعایا کی تدابیر اور امور سیاسیات۔ اور جو کچھ ان کے متعلق ہے اسکو جاننا۔ اور وہ بھی

اپنے ہمسروں سے بڑھ چڑھ کر جاننا لیکن امامیہ کے نزدیک جیسے کہ ایئہ اطہار کی روایات سے ثابت ہے ۔ علاوہ امور مذکورہ کے چند اور علامات و صفات و خواص بھی ہیں ۔ مثلاً تمام علوم سے اور تمام معاملات جن کی عوام الناس کو ضرورت و احتیاج ممکن ہے خواہ امور دینی کے سوا ہوں ۔ ماہر ہونا ۔ اور اسم اعظم سے عالم ہونا ۔ اور حضرت باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اسم اعظم کے ۷۳ حروف ہیں کہ ایک حرف انہیں سے آصف برخیا کو عطا ہوا تھا ۔ جس سے وہ بلقیس کے تخت کو لا دینے پر قادر ہو گئے ۔ اور ہمارے پاس تو ۷۲ حروف ہیں اور ایک حرف اللہ کے پاس ہے ۔ کہ علم غیب کی خاطر اپنے واسطے مخصوص رہنے دیا ۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو دو حروف ان حروف میں سے دئے گئے ۔ کہ جو معجزات وہ دکھلاتے تھے ۔ انہی کی برکت سے دکھلاتے تھے ۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو چار حروف ملے ۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو آٹھ حروف اور نوح علیہ السلام کو پندرہ حروف ۔ اور آدم علیہ السلام کو پچیس حروف اور خدا نے جمع فرما دئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے بہتر حروف اور ایک حرف ان سے مخفی رکھ لیا ۔ علاوہ ازیں ائمہ کو ملا ہے عصائے موسیٰ اور انگشتر سلیمان ۔ اور منجملہ خواص کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گذا اور اسلحہ مبارکہ ہیں ۔ اور منجملہ یہ ہے کہ امام پیدا ہوتے ہیں کامل علم و عقل لے کر اور ختنہ کئے ہوئے اور یہ کہ جانتے ہیں کہ کب فوت ہونگے ۔ اور وہ نہیں مرتے ہیں ۔ مگر اپنی مرضی سے ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ جو کہ ہماری حدیث کی کتابوں میں جو ائمہ علیہم السلام سے مروی ہیں مذکور ہیں ملا باقر مجلسی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اس کے بعد بہت سی احادیث آئینگی کہ یوسف علیہ السلام کا پیراہن جو خدا نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھیجا تھا ۔ جبکہ ان کو کفار نے آگ میں ڈالا تھا ۔ اور عصائے موسیٰ و سنگ موسیٰ (جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے) اور قربانی کرنے کا طشت اور تابوت سکینہ وغیرہ پیغمبروں کی تبرکات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آئیں اور ان کو ملیں ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اماموں کو منتقل ہوئیں ؛

(۲۳) تمام بنی ہاشم اور صحابہ کرام کی ایک خاص جماعت عموماً اور انصار مدینہ خصوصاً آپ کے مددگار تھے ۔ اور پکار پکار کر لا نبایع الا علیاً ۔ یعنی ہم علی کے سوا کسی کی بیعت نہیں

کرتے ۔ کے نعرے لگا رہے تھے ۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۷

پس جس شخص کو تمام علوم و رموز دینی و سیاسی خدا سے عطا فرمائے گئے ہوں اور نہ صرف علوم بلکہ اسکے ساتھ اعوان و انصار و جان نثار بھی کافی سے زیادہ ۔ اور پھر ان کے ماسوا اس کے پاس اسقدر اسباب حفاظت و سامان نصرت الٰہی بھی موجود ہوں ۔ اس کی نسبت ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی گمان نہیں کرتا کہ ایک آن کے لئے بھی وہ شخص تقیہ کا بہانہ کر کے اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں عاجز و درماندہ و مغلوب ہو سکتا ہے ۔ اور پھر دشمن بھی ابوبکر و عمر جیسے جن کی نسبت شیعوں کا قول ہے کہ وہ پرلے درجہ کے جاہل اور ڈرپوک محض تھے ۔ اور عجز اور درماندگی کا بھی یہ حال کہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ تمام عمر دشمنان دین و ناموس کے متواتر تشددات و مظالم کے آگے چون و چرا نہ کی ؛

جناب علی علیہ السلام کے سوا شاید ہی تاریخ عالم میں کوئی ایسا انسان پایا جائیگا جسکی بابت ایسے متضاد اور باہم نقیض واقعات منسوب کئے گئے ہوں ۔ جیسے ان کے نام لیوا ان کی طرف کرتے ہیں کہ ایک طرف ان کو حیدر کرار غیر فرار بیان کرتے ہیں تو دوسری طرف اپنے حقوق خداداد کو پامال اور اپنی ننگ و ناموس کو برباد ہوتے دیکھ کر بھی پرلے درجہ کا عاجز اور (نعوذ باللہ من ذالک) بزدل ظاہر کرتے ہیں ۔ اور یہ بزدلی بھی ایسی بتاتے ہیں کہ ان کی ذریت میں بھی ورثہ بورثہ چلی آئی ہے ۔ اور ہزار سے زیادہ برس ہو گئے تاہم بدستور اب تک گلے کا ہار بنی ہوئی ہے ۔ نعوذ باللہ من ذالک ؛

بھئی ! خدا کے واسطے ان واقعات پر غور کرو اور ٹھنڈے دل سے غور کرو اور پھر بتلاؤ کہ جناب علی علیہ السلام جیسے غیور اور بہادر عظیم الشان انسان کو تقیہ باز بنانا نرا بہتان ہے یا نہیں ؟

شیعہ :۔ سید عنایت علی شاہ وزیر آبادی نے اپنی کتاب ذوالفقار میں بحوالہ کتب اصحابہ لکھا ہے کہ رقیہ و ام کلثوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نطفہ سے نہ تھیں ۔ بلکہ ربیعہ کی بیٹیاں تھیں ۔ کیا یہ امر واقعہ ہے ؟

احمدی :۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیوں کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ

کے بطن پاک سے ہونے کا ثبوت کئی دفعہ اس سلسلہ میں دے چکا ہوں۔ چونکہ آپ نے خاص کتاب اصابہ کا ذکر کیا ہے۔ اس واسطے میں اسی کتاب سے جواب با صواب عرض کرتا ہوں۔

تمہید:۔ وکان تزویج النبی صلے اللہ علیہ وسلم خدیجۃ قبل البعثۃ بخمس عشر سنۃ وقیل اکثر من ذالک × × × × × وولدت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولادہ کلھم الا ابراھیم وقد ذکرت فی ترجمۃ کل منھم ما یلیق بہ؛

اصابہ جلد ۴ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۱ - خدیجہ نمبر ۳۳۵

ترجمہ:۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پندرہ برس پیشتر بعثت نبوی سے ہوا۔ اور اس سے زیادہ عرصہ پیشتر بھی کہتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اولاد ان کے بطن مبارک سے ہوئی۔ سوائے حضرت ابراہیم کے۔ اور میں نے ہر ایک کا ذکر مناسب ان کے تذکرہ میں جداگانہ کر دیا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد خدیجۃ الکبریٰ سے کچھ زیادہ تعداد میں تھی۔ حالانکہ شیعوں کا خیال ہے کہ ان کے بطن سے صرف حضرت فاطمہ تھیں؛

رقیۃ:۔ بنت سید البشر محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب الھاشمیۃ ھی زوج عثمان بن عفان وام ابنہ عبد اللہ قال ابو عمر لا اعرف خلافا ان زینب الکبر بنات النبی صلے اللہ علیہ وسلم واختلف فی رقیۃ وفاطمۃ وام کلثوم والاکثر انھن علے ھذا الترتیب ونقل ابو عمر عن الجرجانی انہ صحح ان رقیۃ اصغرھن وقیل قد کانت فاطمۃ اصغرھن - اصابہ صہ ۳۰۴ ترجمہ رقیۃ نمبر ۳۴۰

ترجمہ:۔ یعنی رقیہ سید البشر محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کی صاحبزادی ہاشمیہ ہیں۔ زوجہ عثمان بن عفان کی اور عبد اللہ بن عثمان کی والدہ ماجدہ ہیں۔ ابو عمر نے کہا ہے کہ یہ امر مسلم ہے کہ زینب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سب صاحبزادیوں سے بڑی ہیں۔ اور اختلاف کیا گیا ہے۔ رقیہ وفاطمہ وام کلثوم کے بارہ میں اور اکثر محققین نے کہا ہے کہ وہ اسی ترتیب سے ہیں۔ اور ابو عمر نے جرجانی سے نقل کیا ہے کہ میں نے اس کی صحت کی ہے کہ رقیہ سب سے خورد سال ہیں اور کہا جاتا ہے کہ بلکہ فاطمہ سب سے چھوٹی ہیں

۲۔ زینب ۔ بنت سید ولد آدم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب القرشیة الہاشمیة ھی اکبر بناتہ واول من تزوج منھن ولدت قبل البعث عدۃ قیل انھا عشر سنین واختلف ھل القاسم قبلھا او بعدھا وتزوجھا ابن خالتھا ابو العاص بن الربیع العشمی وامہ ھالة خویلد ۔ اصابہ ص۳۱۲ ترجمہ زینب ج۴ ص۶۶

ترجمہ ۔ یعنی صاحبزادی بنی آدم کے سردار محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کی قرشیہ اور ہاشمیہ سب صاحبزادیوں سے بڑی اور سب سے پہلے انہی کی شادی ہوئی ۔ پیدا ہوئیں چند سال قبل بعثت نبوی سے ۔ کہتے ہیں کہ وہ اس وقت دس سال کی تھیں اور اختلاف کیا گیا ہے کہ آیا حضرت قاسم اُن سے پہلے پیدا ہوئے یا پیچھے اُن کے اور ان کا نکاح ہوا اپنے خالہ زاد بھائی ابو العاص بن ربیع کے ساتھ ۔ جنکی ماں ہالہ ہیں جو بیٹی ہیں خویلد کی ۔

۳ ۔ ام کلثوم ۔ بنت سید البشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلف ھل ھی اصغر او فاطمة وتزوجھا عثمان بعد موت اختھا رقیة عندہ قال ابو عمر کان عتبة بن ابی لھب زوج ام کلثوم قبل البعثة فلم یدخل علیھا حتی بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامر ابوہ لفراقھا ثم تزوجھا عثمان بعد فوت اختھا سنة ثلاث من الھجرة وتوفیت عندہ ایضا سنة تسع ولم تلد لہ ۔ اصابہ ص۴۸۹ ترجمہ ام کلثوم نمبر ۱۴۷۰

ام عیاش مولاۃ رقیة انھا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما زوجت عثمان ام کلثوم الا بوحی من السماء ۔

واخرج ابن مندہ ایضا من حدیث ابی ھریرۃ رفعہ اتانی جبرئیل فقال ان اللہ یامرک ان تزوج عثمان ام کلثوم علی مثل صداق رقیة وعلی مثل صحبتھا ۔ اصابہ ص۴۹۰

وتزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ رقیة من عثمان وماتت عندہ ایام بدر فزوجہ بعدھا اختھا ام کلثوم فلذالک کان یلقب ذا النورین ۔ اصابہ ص۴۶۲ جلد ۲

ترجمہ ۔ ام کلثوم صاحبزادی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔ اور اختلاف کیا گیا ہے کہ آیا وہ سب سے چھوٹی ہیں یا فاطمۃ الزہرا ۔ اور نکاح کیا ان کو عثمان نے بعد وفات ان کی ہمشیرہ رقیہ کے جو ان کے ہاں تھیں ۔ کہا ہے ابو عمر نے کہ عتبہ بیٹا ابو لہب کا خاوند تھا

پہلے بعثت نبوی کے۔ اور ابھی مدخولہ نہ ہوئی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منصب نبوت پر مبعوث ہوئے پس اس کے باپ (ابولہب) نے حکم دیا کہ انکو طلاق دیدے۔ پھر ان سے شادی کی عثمان نے بعد وفات ان کی ہمشیرہ کے ۳ سنہ ہجری میں اور وہ بھی ۹ سنہ ہجری میں فوت ہوگئیں۔ اور ان کی ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

ام عیاش جو رقیہ کی کنیز تھیں ان سے مروی ہے کہ میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں نکاح کیا عثمان نے ام کلثوم کو۔ لیکن مطابق وحی آسمانی کے۔

اور ابن مندہ نے ابی ہریرہ سے اور انہوں نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا مجھ کو جبرئیل نے آکر کہا کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ عثمان کا نکاح ام کلثوم سے کردو مطابق مہر رقیہ کے ان مختلف حوالہ جات سے بخوبی واضح ہوسکتا ہے کہ اصابہ میں بھی وہی روایات ہیں جو دوسری کتب انساب و رجال و احادیث و تواریخ معتبرہ اسلام میں مندرج ہیں آپ کو واضح ہوگیا ہوگا کہ میں نے اصابہ میں ان تمام مواقعات کو بغور دیکھا ہے۔ جہاں اس مسئلہ کا ذکر ممکن تھا۔ اب جو روایت، ید عنایت علی شاہ صاحب نے اس کتاب سے لکھی ہے یا تو سرے سے ہوگی ہی نہیں۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ ہوگی بھی۔ تو وہ بالکل ضعیف اور احاد قسم سے ہوگی۔ جو بالمقابل اس قدر متواتر روایات و واقعات کے بہر حال رد کرنے کے قابل ہوگی

(خادم حسین)

پنڈت بھوج دت وِاگرہ کے پانچ سوالوں کے جواب

اڈیٹر صاحب مسافر آگرہ نے اپنے اخبار ۱۳ دسمبر ۱۹۱۸ء کے صفحہ ۶ پر علمائے اسلام سے صرف پانچ "سوال" پنڈت بھوجدت صاحب (آگرہانی) کی طرف سے نقل کئے ہیں اور علمائے اسلام سے ان کا جواب مانگا ہے۔

سوال اوّل یہ ہے آیا کوئی عالم اسلام جواب دے سکتا ہے کہ قبل از نبوت محمد صاحب کا کیا دین و ایمان تھا۔ اگر کہا جاوے کہ مسلمان تھا تو یہ جواب خلاف اصول ہوگا ذرا غور سے جواب دیں